خلفائے احمدیت

اور

جماعت کا باہمی تعلق

عناوین:

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ
حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ
حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ
حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

آیت:

وَعَدَاللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّہُمۡ فِی الۡاَرۡضِ کَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ ۪ وَ لَیُمَکِّنَنَّ لَہُمۡ دِیۡنَہُمُ الَّذِی ارۡتَضٰی لَہُمۡ وَ لَیُبَدِّلَنَّہُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ خَوۡفِہِمۡ اَمۡنًا ؕ یَعۡبُدُوۡنَنِیۡ لَا یُشۡرِکُوۡنَ بِیۡ شَیۡئًا ؕ وَ مَنۡ کَفَرَ بَعۡدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ O

(سورۃالنور:56)

”تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لیے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور جو اس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔“

(ترجمہ از قرآن کریم اردو ترجمہ از حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ)

آیت:

لَقَدۡ جَآءَکُمۡ رَسُوۡلٌ مِّنۡ اَنۡفُسِکُمۡ عَزِیۡزٌ عَلَیۡہِ مَا عَنِتُّمۡ حَرِیۡصٌ عَلَیۡکُمۡ بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ رَءُوۡفٌ رَّحِیۡمٌ

(سورۃ التوبہ: 128)

ترجمہ: یقیناً تمہارے پاس تمہی میں سے ایک رسول آیا۔ اسے بہت سخت شاق گزرتا ہے جو تم تکلیف اٹھاتے ہو (اور) وہ تم پر (بھلائی چاہتے ہوئے) حریص (رہتا) ہے۔ مومنوں کے لئے بے حد مہربان (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

(ترجمہ از قرآن کریم اردو ترجمہ از حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ)

حدیث:

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى أَكُوْنَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهِ وَ وَلَدِهِ۔

(صحیح بخاری کتاب الایمان باب حب الرسولؐ من الایمان)

ترجمہ: ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا: شعیب نے ہمیں بتلایا۔ کہا کہ ابو زناد نے ہمیں بتلایا۔ انہوں نے اعرج سے، اعرج نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے: اسی کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ تم میں سے کوئی بھی مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے باپ اور اس کے بیٹے سے بھی زیادہ اسے پیارا نہ ہوں۔

(ترجمہ از حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملائکہ سے فیض حاصل کرنے کے طریق بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''آٹھواں طریقہ ملائکہ سے فیض حاصل کرنے کا یہ ہے کہ خلیفہ کے ساتھ تعلق ہو۔ یہ بھی قرآن سے ثابت ہے۔ جیسا کہ آتا ہے: **وَ قَالَ لَهُمۡ نَبِیُّهُمۡ اِنَّ اٰیَةَ مُلۡكِهٖۤ اَنۡ یَّاۡتِیَكُمُ التَّابُوۡتُ فِیۡهِ سَكِیۡنَةٌ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ وَ بَقِیَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوۡسٰی وَ اٰلُ هٰرُوۡنَ تَحۡمِلُهُ الۡمَلٰٓئِكَةُ۔** (البقرۃ:249) کہ ایک زمانہ میں ایک نبی سے لوگوں نے کہا کہ ہمارے لئے اپنا ایسا جانشین مقرر کر دیجئے جس سے ہم دنیاوی معاملات میں مدد حاصل کریں لیکن جب ان کے لئے ایک شخص کو جانشین مقرر کیا گیا تو انہوں نے کہہ دیا کہ اس میں وہ کون سی بات ہے جو ہمارے اندر نہیں ہے جیسا کہ اب پیغامی کہتے ہیں۔ نبی نے کہا: آؤ بتائیں اس میں کون سی بات ہے جو تم میں نہیں اور وہ یہ کہ جو لوگ اس سے تعلق رکھیں گے ان کو فرشتے تسکین دیں گے۔ اس سے ظاہر ہے کہ خلافت کے ساتھ وابستگی بھی ملائکہ سے تعلق پیدا کراتی ہے کیونکہ بتایا گیا ہے کہ ان کے دل فرشتے اٹھائے ہوئے ہوں گے تابوت کے معنی دل اور سینہ کے ہیں۔ فرمایا: خلافت سے تعلق رکھنے والوں کی یہ علامت ہو گی کہ ان کو تسلی حاصل ہو گی اور پہلے صلحا اور انبیاءؑ کے علم ان پر ملائکہ نازل کریں گے۔ پس ملائکہ کا نزول خلافت سے وابستگی پر بھی ہوتا ہے۔''

(ملائکۃ اللہ۔ انوار العلوم جلد 5 صفحہ 561)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ:

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ 18 نومبر 1910ء بروز جمعہ حضرت نواب محمد علی خاں صاحب رضی اللہ عنہ کی کوٹھی سے واپس آتے ہوئے گھوڑے سے گرنے کے نتیجہ میں زخمی ہو گئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھوڑے سے گرنے کا واقعہ پوری جماعت کے لئے ایک دل ہلا دینے والا حادثہ تھا جس نے سب ہی کو تڑپا دیا اور جوں جوں دوستوں کی یہ خبر پہنچی وہ دیوانہ وار اپنے محبوب آقا کی عیادت کے لئے کھنچے چلے آئے بیمار پرسی کے لئے ہر طرف سے بکثرت خطوط پہنچنے لگے اور جماعت کے چھوٹے بڑے سب دعاؤں میں مصروف ہو گئے اور جماعتی رنگ میں بھی دعائے خاص کی مسلسل تحریکیں ہونے لگیں۔ کئی دوستوں نے اصرار کیا کہ مرکز سے روزانہ بذریعہ کارڈ ان کو اطلاع دی جائے۔ چنانچہ اس کا اہتمام بھی کیا گیا۔ غرضیکہ مخلصین جماعت نے خلیفۂ وقت سے اس موقع پر جس فدائیت و شیدائیت کا مظاہرہ کیا وہ اپنی مثال آپ تھا۔ حکیم محمد حسین صاحب قریشی نے ایک روز جناب باری میں عرض کی: ’’کہ اے مولیٰ! حضرت نوح علیہ السلام کی زندگی کی ضرورتیں تو مختص المقام تھیں اور اب تو ضرورتیں جو درپیش ہیں ان کو بس تو ہی جانتا ہے۔ ہماری دعا قبول کر اور ہمارے امام کو نوح علیہ السلام کی سی عمر عطا کر۔‘‘

شیخ محمد حسین صاحب (لائل پور) نے دعا کی کہ حضرت صاحب کی بیماری مجھ کو آجائے۔ اسی طرح سید ارادت حسین صاحب مونگھیری نے اپنی دعا میں جناب باری سے التجا کی میری عمر دو سال کم ہو کر حضرت صاحب کو مل جائے ان دعاؤں کے علاوہ دوستوں نے صدقہ و خیرات بھی کثرت سے کیا۔

حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ خوشنودی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا: ’’ یہ خوشی کی بات ہے کہ بیماری کے ایام میں جماعت اللہ کی طرف متوجہ ہے۔‘‘

اس موقع پر احمدی ڈاکٹروں نے بھی علاج معالجہ میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا جس پر حضرت نے خاص طور پر شکریہ ادا کیا۔

(تاریخ احمدیت جلد 3 صفحہ 330, 331)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کا جماعت احمدیہ کو پیغام:

29 نومبر 1910ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے ضعف کے باوجود جماعت کو ایک پیغام دیا جس میں ارشاد فرمایا کہ:

> ’’مجھ پر جو ابتلا اس وقت آیا ہے۔ یہ میرے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بڑی بڑی غریب نوازیوں، رحمتوں اور فضلوں کا نمونہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بہت سے دلوں کی حالت کو جن کے ساتھ محبت میرے لئے ضروری تھی مجھ پر ظاہر فرما دیا۔ بعض ایسے نفوس ہیں جن کی مجھے خبر نہ تھی کہ وہ میرے ساتھ اور جماعت کے ساتھ محبت کا کیا تعلق رکھتے ہیں لیکن اس بیماری میں جو خدمت رات دن انہوں نے کی ہے اس سے ان کے اخلاص کا اظہار ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان نفوس کے صفات کو ظاہر کر دیا۔ یہ خدا تعالیٰ کی غریب نوازی ہے کہ وہ لوگ دل سے ایسی خدمت کر رہے ہیں۔ میں ان تمام لوگوں کا جنہوں نے اس وقت میری ہمدردی کی ہے شکر گزار ہوں۔‘‘

(حیات نور صفحہ 480)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھوڑے سے گرنے کی خبر جب احباب جماعت کو پہنچی تو احباب جماعت کا اپنے آقا سے محبت کی وجہ سے کیا ردعمل تھا اس کے متعلق حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی رضی اللہ عنہ الحکم میں تحریر کرتے ہیں:

''اسی روز جب آپ کے واقعہ کی خبر احمدی جماعت میں پہنچی تو عورتوں اور مردوں کا اژدہام ہوگیا۔ آپ نے یہ پیغام عورتوں کو دیا ان سے کہہ دو کہ میں اچھا ہوں میں گھبراتا نہیں اور نہ میرا دل ڈرتا ہے۔ وہ سب اپنے گھروں کو چلی جائیں اپنا نام لکھوادیں، میں ان کے لئے دعا کروں گا۔ میں مبالغہ کے رنگ میں نہیں اور نہ محض اعتقادی نظر سے کہتا ہوں بلکہ اصل بات ہی یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے اُمتی ،اُمتی کہنے کا۔ اپنی تکلیف اور درد کوبھول کر۔ اس گروہ اتقیا و خلفا کو ہر حالت میں اپنی قوم ہی یاد رہتی ہے۔ ایسے وقت میں بھی یہی فرمایا کہ میں تمہارے لئے دعا کروں گا۔

زندہ باش! اے ہمارے آقا اور تیری دعائیں ہمارے حق میں قبول ہوں۔ پھر دعاوں کو آپ ذریعہ حل مشکلات کے ساتھ سمجھتے ہیں۔ اس کا نمونہ بھی اس بیماری میں خصوصیت سے نظر آیا آپ نے اپنے خدام کو بار بار فرمایا کہ میرے لئے دعا کرو!''

(الحکم 28 نومبر 1910 ء جلد نمبر 14 نمبر 40 صفحہ 18, 19)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

''میری آرزو ہے کہ میں تم میں ایسی جماعت دیکھوں جو اللہ تعالیٰ کی محبّ ہو۔ اللہ تعالیٰ کے رسول حضرت محمد ﷺ کی متبع ہو۔ قرآن سمجھنے والی ہو۔ میرے مولیٰ نے بلا امتحان اور بغیر مانگنے کے بھی مجھے عجیب عجیب انعامات دیئے ہیں جن کو میں گن بھی نہیں سکتا۔ وہ ہمیشہ میری ضرورتوں کا آپ ہی کفیل ہوا ہے۔ وہ مجھے کھانا کھلاتا ہے اور آپ ہی کھلاتا ہے۔ وہ مجھے کپڑا پہناتا ہے اور آپ ہی پہناتا ہے۔ وہ مجھے آرام دیتا ہے اور آپ ہی آرام دیتا ہے۔ اس نے مجھے بہت سے مکانات دیئے ہیں۔ بیوی بچے دیئے ۔مخلص اور سچے دوست دیئے۔ اتنی کتابیں دیں کہ دوسرے کی عقل دیکھ کر ہی چکر کھا جائے۔''

(حیات نور صفحہ 470)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خدام کو آپ سے کس قدر محبت تھی اس کا ذکر کرتے ہوئے حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''حضرت (حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ) کے خدام کو قدرتاً اور فطرتاً آپ سے ایک خاص محبت ہے اور وہ دل سے چاہتے ہیں کہ آپ کو جلد شفا ہو اور آپ کو پھر ایک بار اسی شان و شوکت سے خدا تعالیٰ کے پاس کلام کی تدریس کرتے ہوئے دیکھیں۔ اور اس سے فائدہ اٹھائیں۔ حضرت کی علالت کے ابتدائی ایام میں ڈاکٹروں اور بعض دوسرے خدام کے دو فریق ہو گئے۔ ڈاکٹر صاحبان جو پوری ارادت۔ وفاداری اور فرمانبرداری کے ساتھ حضرت کے علاج میں مصروف رہتے۔حضرت خلیفۃ المسیح کے لئے بعض انگریزی مقوی اور مفرح ادویات تجویز کرتے اور تیار کر کے دیتے ۔ بالمقابل بعض احباب کو یہ خیال گزرا کہ آریہ ادویات اپنے اندر حرارت زیادہ رکھتی ہیں اور اس وجہ حضرت شدت پیاس کومحسوس کرتے ہیں اور ایسا ہی ڈاکٹر نیند آور ادویات دینا چاہتے تو یہ لوگ پسند کرتے کہ ادویات کے ذریعہ نیند لانے کی کوشش نہ کی جاوے ان ہر دو فریقوں میں عجیب عجیب مکالمے ہوتے۔''

(الحکم جلد نمبر 14 نمبر 41 ، 7 دسمبر 1910 ء)

بیمار کے لئے ساری رات دعا کرنا:

صحابی مسیح موعود علیہ السلام چودھری حاکم دین صاحب مرحوم رضی اللہ عنہ کی بیوی کو پہلے بچہ کی پیدائش کے وقت سخت تکلیف ہوئی۔ چودھری صاحب رات کے گیارہ بجے حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے گھر گئے۔ چوکیدار نے اطلاع دینے سے انکار کر دیا مگر حضور رضی اللہ عنہ نے اندرون خانہ میں آواز سن لی اور آپ رضی اللہ عنہ نے ایک کھجور پر کچھ پڑھ کر ان کو دیا کہ بیوی کو کھلا دیں اور بچہ پیدا ہو جائے تو مجھے بھی اطلاع دیں۔ تھوڑی دیر بعد بچی پیدا ہوئی مگر انہوں نے دوبارہ جا کر حضور رضی اللہ عنہ کو جگانا مناسب نہ سمجھا۔ مگر صبح حاضر ہوئے تو حضرت خلیفہ اول نے فرمایا کہ: بچی پیدا ہونے کے بعد تم میاں بیوی آرام سے سو رہے۔ اگر مجھے بھی اطلاع دے دیتے تو میں بھی آرام سے سو رہتا۔ میں تمام رات تمہاری بیوی کے لئے دعا کرتا رہا ہوں۔''

(تاریخ احمدیت جلد 3 صفحہ : 553)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ احباب جماعت سے محبت و پیار کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''میں دیانت داری سے کہہ سکتا ہوں کہ لوگوں کے لئے جو اخلاص اور محبت میرے دل میں میرے اس مقام پر ہونے کی وجہ سے جس پر خدا نے مجھے کھڑا کیا ہے اور جو ہمدردی اور رحم میں اپنے دل میں پاتا ہوں وہ نہ باپ کو بیٹے سے ہے اور نہ بیٹے کو باپ سے ہو سکتا ہے۔ پھر میں اپنے دل کی محبت پر انبیاء کی محبت کو قیاس کرتا ہوں جیسے ہم جگنو کی چمک پر سورج کو قیاس کر سکتے ہیں تو میں ان کی محبت اور اخلاص کو حد سے بڑھا ہوا پاتا ہوں۔''

(سوانح فضل عمر جلد 5 صفحہ 468)

احباب جماعت کو اپنے آقا سے کس قدر محبت ہے اس کا اظہار کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے مجھے ایک ایسی جماعت کا انتظام سپرد کیا ہے جس کی نسبت اگر میں یہ کہوں کہ وہ میری آواز پر کان نہیں رکھتی تو یہ ایک سخت ناشکری ہوگی۔ میری بات کی طرف توجہ کرنا تو ایک چھوٹی سی بات ہے میں دیکھتا ہوں کہ بہت ہیں جو میرے اشارے پر اپنی جان اور اپنا مال اور اپنی ہر عزیز چیز کو قربان کرنے کے لئے تیار ہیں۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔ اور اس اخلاص بھری جماعت کو مخاطب کرتے وقت میرا دل اس یقین سے پر ہے کہ وہ فوراً اس نقص کو رفع کرنے کی کوشش کرے گی۔ جس کی طرف میں نے ان کو متوجہ کیا ہے۔''

(سوانح فضل عمر جلد 2 صفحہ 85)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلافت سے محبت کرنے والوں اور خلافت کے منکرین کے درمیان فرق بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''کیا تم میں اور ان میں جنہوں نے خلافت سے رُوگردانی کی ہے کوئی فرق ہے۔ کوئی بھی فرق نہیں۔ لیکن نہیں ایک بہت بڑا فرق بھی ہے اور وہ یہ کہ تمہارے لئے ایک شخص تمہارا درد رکھنے والا، تمہاری محبت رکھنے والا،

تمہارے دکھ کو اپنا دکھ سمجھنے والا، تمہاری تکلیف کو اپنی تکلیف جاننے والا، تمہارے لئے خدا کے حضور دعائیں کرنے والا ہے۔ مگران کے لئے نہیں ہے۔ تمہارا اسے فکر ہے، درد ہے اور وہ تمہارے لئے اپنے مولیٰ کے حضور تڑپتا رہتا ہے لیکن ان کے ایسا کوئی نہیں ہے۔ کسی کا اگر ایک بیمار ہو تو اس کو چین نہیں آتا۔ لیکن کیا تم ایسے انسان کی حالت کا اندازہ کر سکتے ہو جس کے ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں بیمار ہوں۔ پس تمہاری آزادی میں تو کوئی فرق نہیں آیا ہاں تمہارے لئے ایک تم جیسے ہی آزاد پر بڑی ذمہ داریاں عائد ہوگئی ہیں۔"

(برکات خلافت انوار العلوم جلد 2 صفحہ:158)

جماعت سے محبت کا عجیب مظاہرہ:

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ 15 جولائی 1924ء کو بمبئی سے ایک اٹالین (Italian) کمپنی کے افریقہ نامی بحری جہاز کے ذریعہ لندن کے لیے روانہ ہوئے۔ روانگی سے قبل محویت و توجہ کی ایک خاص کیفیت سے حضور رضی اللہ عنہ نے ایک پرسوز لمبی اجتماعی دعا کروائی۔ حضور رضی اللہ عنہ نے عرشۂ جہاز سے جماعت کے نام ایک محبت بھرا پیغام دیا:

"تم اندازہ بھی نہیں کر سکتے وہ ہمیشہ تمہارے ساتھ تھی اور ہے اور رہے گی ۔میں زندگی میں یا موت میں تمہارا ہی ہوں۔"

(سوانح فضل عمر جلد 3 صفحہ 62,61)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

" دنیا میں تو یہ جھگڑے ہوتے ہیں کہ میاں بیوی کی لڑائی ہوتی ہے تو بیوی کہتی ہے مجھے زیور بنوا دو اور میاں کہتا ہے میں کہاں سے زیور بنوا دوں میرے پاس تو روپیہ ہی نہیں، لیکن میں نے اپنی جماعت میں سینکڑوں جھگڑے اس قسم کے دیکھے ہیں کہ بیوی کہتی ہے میں اپنا زیور خدا تعالیٰ کی راہ میں دینا چاہتی ہوں مگر میرا خاوند کہتا ہے کہ نہ دو کسی اور وقت کام آجائے گا۔ غرض خدا تعالیٰ نے ہماری جماعت کو ایسا اخلاص بخشا ہے کہ اور عورتیں تو زیور کے پیچھے پڑتی ہیں اور ہماری عورتیں زیور لے کر ہمارے پیچھے پھرتی ہیں۔ میں نے تحریک وقف کی تو ایک عورت اپنا زیور میرے پاس لے آئی۔ میں نے کہا میں نے سر دست تحریک کی ہے کچھ مانگا نہیں۔ اس نے کہا یہ درست ہے کہ آپ نے مانگا نہیں، لیکن اگر کل ہی مجھے کوئی ضرورت پیش آگئی اور میں یہ زیور خرچ کر بیٹھی تو پھر میں کیا کروں گی۔ میں نہیں چاہتی کہ میں اس نیکی میں حصہ لینے سے محروم رہوں۔ اگر آپ اس وقت لینا نہیں چاہتے تو بہر حال یہ زیور اپنے پاس امانت کے طور پر رکھ لیں اور جب بھی دین کو ضرورت ہو خرچ کر لیا جائے۔ میں نے بہتیرا اصرار کیا کہ اس وقت میں نے کچھ مانگا نہیں مگر وہ یہی کہتی چلی گئی کہ میں نے تو یہ زیور خدا تعالیٰ کی راہ میں وقف کر دیا ہے اب میں اسے واپس نہیں لے سکتی۔ یہ نظارے غربا میں بھی نظر آتے ہیں اور امرا میں بھی لیکن امرا میں کم اور غربا میں زیادہ۔"

(سوانح فضل عمر صفحہ 324)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"مجھے ہمیشہ حیرت ہوا کرتی ہے اور میں اپنے دل میں کہا کرتا ہوں کہ الٰہی! تیری بھی عجیب قدرت ہے کہ تو نے کس طرح لوگوں کے دلوں میں میری نسبت محبت کے جذبات پیدا کر دیئے کہ جب کبھی سفر میں باہر جانے کا موقع ملے اور میں گھوڑے پر سوار ہوں تو ایک نہ ایک نوجوان حفاظت اور خدمت کے خیال سے میرے گھوڑے کے ساتھ پیدل چلتا چلا جاتا ہے اور جب میں گھوڑے سے اترتا ہوں تو وہ فوراً آگے بڑھ کر میرے

پاؤں دبانے لگ جاتا ہے اور کہتا ہے حضور تھک گئے ہوں گے۔ میں خیال کرتا ہوں کہ میں تو گھوڑے پر سوار آیا اور یہ گھوڑے کے ساتھ پیدل چلتا آیا مگر اس محبت کی وجہ سے جو اسے میرے ساتھ ہے اس کو یہ خیال ہی نہیں آتا کہ یہ تو گھوڑے پر سوار تھے یہ کس طرح تھکے ہوں گے۔ وہ یہی سمجھتا ہے کہ گویا گھوڑے پر وہ سوار تھا اور پیدل میں چلتا آیا ۔ چنانچہ میرے اصرار کرنے کے باوجود کہ میں نہیں تھکا میں تو گھوڑے پر آرہا ہوں۔ وہ یہی کہتا چلا جا تا ہے کہ نہیں حضور تھک گئے ہوں گے مجھے خدمت کا موقع دیا جائے اور پاؤں دبانے لگ جاتا ہے۔''

(سوانح فضل عمر جلد 5 صفحہ 471)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

''خدا نے مجھے وہ تلواریں بخشی ہیں جو کفر کو ایک لحظہ میں کاٹ کر رکھ دیتی ہیں، خدا نے مجھے وہ دل بخشے ہیں جو میری آواز پر ہر قربانی کرنے کے لئے تیار ہیں۔ میں انہیں سمندر کی گہرائیوں میں چھلانگ لگانے کے لئے کہوں تو وہ سمندر میں چھلانگ لگانے کے لئے تیار ہیں۔ میں انہیں پہاڑوں کی چوٹیوں سے اپنے آپ کو گرانے کے لئے کہوں تو وہ پہاڑوں کی چوٹیوں سے اپنے آپ کو گرا دیں، میں انہیں جلتے ہوئے تنوروں میں کود جانے کا حکم دوں تو وہ جلتے تنوروں میں کود کر دکھا دیں۔ اگر خودکشی حرام نہ ہوتی، اگر خودکشی اسلام میں ناجائز نہ ہوتی تو میں اس وقت تمہیں یہ نمونہ دکھا سکتا تھا کہ جماعت کے سو آدمیوں کو میں اپنے پیٹ میں خنجر مار کر ہلاک ہوجانے کا حکم دیتا اور وہ سو آدمی اسی وقت اپنے پیٹ میں خنجر مار کر مر جاتا۔''

(''میں ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہوں'' انوار العلوم جلد 17 صفحہ 241 و 242)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب سفر یورپ کے لئے روانہ ہوئے تو راستے میں احباب جماعت کی عقیدت ومحبت کے بے نظیر نمونے ظاہر ہوئے چنانچہ شیخ یعقوب علی عرفانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

'' بٹالہ اسٹیشن پر گاڑی آچکی تھی جب حضور کی موٹر سٹیشن پر آئی۔ دیر سے پہنچنے کی وجہ ایک تو بِئرُ الدُّعا پر لوگوں کے مصافحہ کرنے میں بہت وقت صرف ہوا۔ پونے دس کے قریب وہاں سے روانہ ہوئے تھے پھر راستہ میں موٹر اپنی معمولی امراض میں مبتلا ہوتے رہے اور حضرت اگر کچھ آگے نکل جاتے تو ٹھہر کر دوسری موٹر کا انتظار فرماتے باوجودیکہ وقت تنگ ہو رہا تھا اور خدامِ سفر گھبرا رہے تھے کہ مبادا ٹرین نکل جاوے مگر حضرت کے چہرہ پر اطمینان اور مستقل مزاجی کی رَو دوڑتی نظر آتی تھی۔ باوجودیکہ موٹر دیر سے پہنچے اور گاڑی بھی آچکی تھی لیکن آپ اسی اطمینان سے اترے اور احباب سے مصافحہ کرنے میں مصروف ہوگئے۔

بٹالہ اسٹیشن پر احباب و خدام اور دوسرے لوگوں کا اس قدر مجمع ہو گیا تھا کہ جماعت بٹالہ نے باوجود ایک فوٹو کا انتظام کیا ہوا تھا مگر اس میں کامیابی نہ ہوسکی جس طرح سمندر میں موج اٹھتی ہے اسی طرح انسانوں کی یہ متحرک موج ایک عجیب منظر پیش کرتی تھی۔ ....چونکہ بٹالہ باب القادیان ہے اس لئے قادیان کے اکثر احباب بھی مشایعت کے لئے یہاں آئے اور بعض ان میں سے سہارنپور تک پہنچے.......... گاڑی کی روانگی کا نظارہ قابل دید تھا سینکڑوں آدمی پائدانوں پر کھڑے تھے اور سینکڑوں کی تعداد میں گاڑی کے ساتھ دوڑتے تھے اور اپنی انتہائی کوشش سے ایسی مسابقت کرنا چاہتے تھے کہ اس سے آگے نکل کر اپنے آقا کے پاس پہنچ جاویں اور مصافحہ کر لیں۔ دراصل نفسیات کا یہ سرّ ہے کہ جب کسی چیز کی محبت غالب آجاتی ہے تو اس کے لئے انسان ہر قسم کی قربانی حتیٰ کہ اپنی جان کو بھی قربان کر دینا آسان سمجھتا ہے۔ ان دوستوں کے جذبات محبت و اخلاص اور ہر اس جان میں ایک جنگ ہورہی تھی......اگر خدانخواستہ پاؤں پھسل گیا یا دھکا لگا تو کیا نتیجہ ہوگا ذرا

بھی پروا نہ کی۔ گاڑی اپنی رفتار سے دوڑتی تھی اور احباب ساتھ ساتھ دوڑتے اور مصافحہ کرتے تھے وہ وقت خطرہ کا تھا اگر ایک ہی آدمی ہوتا تو ممکن تھا خطرہ کم ہوتا مگر جب ایک کثیر تعداد دوڑتی ہوئی جارہی ہو تو خطرات بڑھ جاتے ہیں۔ ایک دوسرے کے دھکا کا بھی خطرہ ہوتا ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ اس روح کے بغیر ترقی نہیں ہوسکتی جب تک کوئی قوم کوئی جماعت اپنے اندر یہ شعور پیدا کر کے یہ فیصلہ نہیں کر لیتی کہ وہ اپنے امام کے لئے ہر قسم کی قربانی کے لئے انشراحِ تامّ رکھتی ہے اس وقت تک اس کی کامیابی اور ترقی کا خیال ایک موہوم خیال ہوتا ہے ......بہرحال یہ نظارہ محبتِ امام کا ایک پیارا منظر تھا جس کے ساتھ دیکھنے والوں کے لئے خوفناک منظر تھا اور خطرہ تھا کہ کسی کو نقصان نہ پہنچ جائے۔ مگر یہ جماعت مخلصین دوڑتی رہی جب تک پلیٹ فارم ختم نہ ہوگیا اور ریل کی تیز رفتاری نے اسے پیچھے نہ ڈال دیا۔ پائدانوں پر جو جماعت تھی وہ کھڑی رہی۔

آپ رضی اللہ عنہ کی گاڑی کا کمرہ کھچا کھچ بھرا ہوا تھا مگر پھر بھی آپ رضی اللہ عنہ نے کسی کو اندر آنے سے روکنے نہیں دیا۔ یہ اسی محبت کا نتیجہ تھا جس سے یہ کشش اور جذب لوگوں میں پیدا ہوا۔ حقیقت میں آپ کی اسی محبت کی تاریں ہی تو تھیں جو دوسروں کو اپنی طرف کھینچتی ہیں...... گرمی کا موسم ہے اور ہجوم کا صحت پر برا اثر پڑتا ہے مگر باوجود اس کے نہایت خوشی اور خندہ پیشانی سے مخلوق کو اندر جمع کر رہے ہیں یہ حقیقت ہے اس امر کی کہ محبت محبت کو پیدا کرتی ہے۔"

(سوانح فضل عمر جلد 5 صفحہ: 483, 484)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب 1924ء میں سفر یورپ پر تشریف لے گئے۔ احباب جماعت جس طرح اس عارضی جدائی پر بے قرار بے چین ہوئے اس کا اندازہ اس روایت سے ہوتا ہے:

بابو سراج الدین صاحب سٹیشن ماسٹر لکھتے ہیں:

"میرے آقا! ہم دور ہیں مجبور ہیں۔ اگر ممکن ہوتا تو حضور کے قدموں کی خاک بن جاتے تاکہ جدائی کے صدمے نہ سہتے۔ آقا! میں چار سال سے دارالامان نہیں گیا تھا مگر دل کو تسلی تھی کہ جب چاہوں گا حضور کی قدم بوسی کر لوں گا لیکن اب ایک دن مشکل ہو رہا ہے۔ اللہ پاک حضور کو بخیر و عافیت، مظفر و منصور جلدی واپس لائے۔"

(سوانح فضل عمر جلد 5 صفحہ: 475)

انگریزی اخبار"ٹریبیون" (Tribune) میں امرتسر کے نامہ نگار کے حوالہ سے 3 جون 1930ء کو ایک جھوٹی خبر شائع ہوئی کہ امام جماعت احمدیہ (حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ) کا اچانک انتقال ہوگیا ہے یہ جھوٹی خبر جماعت پر غم و اندوہ کا پہاڑ بن کر گری چنانچہ حضرت یعقوب علی عرفانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

" میں جو راستہ پر بیٹھتا ہوں ان آنے والوں کو دیکھتا تھا کہ وہ محبت اور اخلاص کے پیکر ہیں۔ انہیں دورانِ سفر میں اس خبر کا افترا ہونا کھل چکا تھا مگر ان کی بے قراری ہر آن بڑھ رہی تھی اور یہ صرف اعجازِ محبت تھا یہ دوست اپنی اسی بے قراری میں قصرِ خلافت کی طرف بھاگے جا رہے تھے میں نے دیکھا بعض ان میں سے ایسے بھی تھے جنہوں نے اس سفر میں نہ کچھ کھایا نہ پیا۔ ان طبعی تقاضوں پر بھی محبت کا غلبہ تھا۔ جب تک قصرِ خلافت میں جاکر انہوں نے اپنے امام کو دیکھ نہ لیا اور مصافحہ اور معانقہ کی سعادت حاصل نہ کرلی ان کے دلِ بے قرار کو قرار نہ آیا۔"

(الفضل 15 جون 1930ء صفحہ 7)

اخبار الفضل محبت کی دیوانگی اور جنون میں از خود رفتہ ہو کر آنے والے مسافروں کے متعلق لکھتا ہے:

’’جو احباب یہ افواہ سن کر گھروں سے دیوانہ وار چل پڑے ان کا بیان ہے کہ شدت غم و الم سے از خود رفتہ ہو جانے کی وجہ سے انہیں یہ بھی معلوم نہ ہو سکا کہ ان کے ساتھ گاڑی میں کون لوگ بیٹھے ہیں اور وہ کس کس اسٹیشن سے گزر رہے ہیں۔ وفورِغم و اندوہ کی وجہ سے آنسو بھی نہ نکلتے تھے۔ بس ایک بے ہوشی کا سا عالم تھا اور خود فراموشی کا ایک دریا تھا جس میں بہتے چلے جا رہے تھے جب رستہ میں کسی نے اس خبر کے غلط ہونے کا ذکر کیا تو بے اختیار خوشی کے آنسو نکل آئے۔‘‘

(سوانح فضل عمر جلد 5 صفحہ 521, 522)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا ایمان افروز پیغام:

جماعت احمدیہ کے اولوالعزم امام حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے قاتلانہ حملہ کے بعد سب سے پہلا کام یہ کیا کہ 10 مارچ کی رات کو جماعتِ احمدیہ کے نام اپنے قلم مبارک سے حسب ذیل برقی پیغام بزبان انگریزی تحریر فرمایا جو اخبار ''المصلح'' کراچی کی 12 مارچ 1954ء کی اشاعت میں شائع ہوا:۔

'Almuslih Karachi'

" Brethren you have heard about the attack made upon me by an ignorant enemy. May God open these people's eyes and make them understand their duty towards Islam and Holy prophet. My brethren pray to God that if my hour has come Allah may give my soul peace and bestow His blessings. Also pray that God through His bounty may give you a leader better suited to the job than I was, I have loved you always better than my wives and children and was always ready to sacrifice every one near and dear to me to the cause of Islam and Ahmadiyyat. I expect from you and your coming generations also to be so for all times God be with you.

Wassalam

Mirza Mahmud Ahmad."

برادران! آپ سن چکے ہوں گے کہ مجھ پر ایک نادان دشمن نے حملہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی آنکھیں کھولے اور اسلام اور نبی اکرم ﷺ سے متعلق ان پر جو فرض عائد ہوتا ہے اسے سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ برادران! اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ اگر میرا وقت آن پہنچا ہے تو وہ میری روح کو تسکین عطا کرے اور اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔ نیز یہ بھی دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے آپ لوگوں کو ایسا لیڈر عطا فرمائے جو اس کام کے لئے مجھ سے زیادہ موزوں ہو۔

میں ہمیشہ آپ سے اپنی بیویوں اور بچوں سے زیادہ محبت کرتا رہا ہوں اور اسلام اور احمدیت کی خاطر اپنے ہر قریبی اور ہر عزیز کو قربان کرنے کیلئے ہمیشہ تیار رہا ہوں ۔ میں آپ سے اور آپ کی آنیوالی نسلوں سے بھی یہی توقع رکھتا ہوں کہ آپ بھی ہمیشہ اسی طرح عمل کریں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو۔

والسلام

مرزا محمود احمد

(تاریخ احمدیت جلد نمبر 17 صفحہ 234, 235)

1956ء میں خلافت ثانیہ کے دور میں جب بعض لوگوں نے خلافت کے خلاف فتنہ برپا کیا، تو جماعت کے ہر فرد میں نظامِ خلافت سے محبت و الفت اور منافقین سے بیزاری کے شدید جذبات دیکھنے میں آئے چنانچہ جماعت نے پیارے امام کے ساتھ بے مثال محبت و اخلاص کے ثبوت دیا اور اپنے عہد بیعت کی شاندار رنگ میں تجدید کی جیسے ممبران جماعت احمدیہ مصر (Egypt) کا

اخلاص نامہ اس امر کا ثبوت ہے۔

”کچھ عرصہ ہوا ہمیں اس فتنہ کے بارہ میں خبر ملی جسے بعض جماعت کی طرف منسوب ہونے والے اشخاص نے اٹھایا ہے۔ حالانکہ ان لوگوں نے اپنے ان بد ارادوں کی وجہ سے جن کا انہوں نے اظہار کیا ہے خود بخود ہی اپنے آپ کو جماعت سے الگ کر لیا ہے۔ ہم ممبران جماعت احمدیہ مصر (Egypt) اس موقع پر جبکہ منافقین حضور (رضی اللہ عنہ) کی ذات بابرکات پر اتہام لگا رہے ہیں اور حضور کے بلند مقام کو گرانا چاہتے ہیں۔ ہم اپنے اس عہد بیعت کو دوبارہ پختہ کرتے ہیں۔ جسے ہم قبل ازیں اپنے اوپر فرض کر چکے ہیں اور ہم پورے شرح صدر کے ساتھ اس محبت اور اخلاص کا اعلان کرتے ہیں جو ہمیں حضور کی ذات سے حاصل ہے اور ہم اس مضبوط اور روحانی تعلق کی مزید برکات کو حاصل کرنے کا عزم کیے ہوئے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ“

(تاریخ احمدیت جلد 19 صفحہ 31)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ:

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”میں جانتا ہوں کہ جماعت کس طرح میرے لئے دعائیں کرتی ہے۔ وہ میرے اور اپنے مقاصد کی کامیابی کے لئے دعائیں کرتی ہے۔ وہ جماعت کی پریشانیوں میں جب خلیفۂ وقت کو پریشان ہونا پڑتا ہے تو پھر جماعت ایک اَور لحاظ سے پریشان ہو جاتی ہے کہ ان حالات میں امامِ وقت کو پریشانی کا منہ دیکھنا پڑ رہا ہے ۔ اللہ تعالیٰ حالات بدلے اور یہ پریشانی دور ہو۔ جس طرح انگلی کو تکلیف پہنچے تو انسان کی روح تڑپ اٹھتی ہے اور اگر کسی کو ذہنی کوفت ہو تو سارا جسم کوفت محسوس کر رہا ہوتا ہے یہی حال خلیفۂ وقت اور جماعت احمدیہ کا ہے۔ پس یہ سمجھنا غلط ہے کہ خلیفہء وقت کوئی اور چیز ہے اور جماعتِ احمدیہ کوئی اور چیز۔ اللہ تعالیٰ نے جماعتِ احمدیہ پر بڑا فضل کیا ہے۔ جماعت احمدیہ اور امام جماعت احمدیہ ایک ہی چیز کے دو نام ہیں دونوں کے مجموعہ سے ایک چیز بنتی ہے جو اپنے اندر یک جہتی کی علامت ہے۔“

(روزنامہ الفضل مؤرخہ 21 مئی 1978 ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ احباب جماعت کو مخاطب کرکے فرماتے ہیں:

”اے جان سے زیادہ عزیز بھائیو! میرا ذرہ ذرہ آپ پر قربان کہ آپ کو خدا تعالیٰ نے جماعتی اتحاد اور جماعتی استحکام کا وہ اعلیٰ نمونہ دکھانے کی توفیق عطا کی کہ آسمان کے فرشتے آپ پر ناز کرتے ہیں۔ آسمانی ارواح کے سلام کا تحفہ قبول کرو۔ تاریخ کے اوراق آپ کے نام کو عزت کے ساتھ یاد کریں گے اور آنے والی نسلیں آپ پر فخر کریں گی کہ آپ نے محض اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اس بندۂ ضعیف اور ناکارہ کے ہاتھ پر متحد ہو کر یہ عہد کیا ہے کہ قیام توحید اور اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اس کے جلال کے قیام اور غلبۂ اسلام کے لئے جو تحریک اور جو جدوجہد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شروع کی تھی اور جسے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اپنے آرام کھو کر، اپنی زندگی کے ہر سکھ کو قربان کرکے اکناف عالم تک پھیلایا ہے آپ اس جدوجہد کو تیز سے تیز کرتے چلے جائیں گے۔

میری دعائیں آپ کے ساتھ ہیں اور میں ہمیشہ آپ کی دعاؤں کا بھوکا ہوں۔ میں نے آپ کے تسکین قلب کے لئے، آپ کے بار کو ہلکا کرنے کے لئے، آپ کی پریشانیوں کو دور کرنے کے لئے، اپنے رب رحیم سے

قبولیت دعا کا نشان مانگا ہے اور مجھے پور یقین اور بھروسہ ہے اس پاک ذات پر کہ وہ میری اس التجا کو رد نہیں کرے گا۔''

(حیات ناصر صفحہ: 374)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''1967ء میں ڈنمارک (Denmark) میں کوپن ہیگن (Copenhagen) کے مقام پر چند عیسائی پادری مجھ سے ملنے آئے ان میں سے ایک نے مجھے کہا کہ جماعت احمدیہ میں آپ کا کیا مقام ہے میں نے اسے جواب دیا کہ میرے نزدیک آپ کا سوال درست نہیں ہے اس لئے کہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جماعت احمدیہ کا امام اور جماعت احمدیہ ایک ہی چیز کے دو نام ہیں یعنی خلیفہء وقت اور جماعت دونوں مل کر ایک وجود بنتے ہیں اسی لئے خلافت کا یہ کام ہے کہ وہ جماعت کے دکھوں کو دور کرنے کی کوشش کرے۔ خلیفہ وقت آپ کے لئے دعا کریں خلیفہ وقت پر بعض دفعہ ایسے حالات بھی آتے ہیں کہ وہ ہفتوں ساری ساری رات آپ کے لئے دعائیں کر رہا ہوتا ہے جیسے1974ء کے حالات میں دعائیں کرنی پڑیں میرا خیال ہے کہ دو مہینے تک میں بالکل سو نہیں سکا تھا۔ کئی مہینے دعاؤں میں گزرے تھے۔ پس خلیفہ وقت وہ وجود ہے جو آپ کے رنج میں شریک ہو۔ آپ کی خوشیوں میں شریک ہو۔''

(روزنامہ الفضل مؤرخہ 21 مئی 1978 ء)

احباب جماعت کے لئے اپنی دلی محبت کا ذکر کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''علاوہ ازیں دنیوی لحاظ سے وہ تلخیاں جو دوستوں نے انفرادی طور پر محسوس کیں وہ ساری تلخیاں میرے سینے میں جمع ہوتی تھیں۔ ان دنوں مجھ پر ایسی راتیں بھی آئی کہ میں خدا کے فضل اور رحم سے ساری ساری رات ایک منٹ سوئے بغیر دوستوں کے لئے دعائیں کرتا رہا ہوں۔ میں احباب سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ وہ میرے لئے بھی دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے صحت دے اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے مجھے ان ذمّہ داریوں کو بطریق احسن ادا کرنے کی توفیق عطا کرے جو اس نے اس عاجز کے کندھوں پر ڈالی ہیں۔ میں اور احباب جماعت مل کر ان ذمہ داریوں کو پورا کریں کیونکہ میرے اور احباب کے وجود میں میرے نزدیک کوئی امتیاز اور فرق نہیں ہے۔ ہم دونوں'' امام جماعت اور جماعت'' ایک ہی وجود کے دو نام ہیں اور ایک ہی چیز کے دو مختلف زاویے ہیں۔ پس ہمیں اپنی زندگیوں میں ان بشارتوں کے پورا ہونے کی جھلکیاں نظر آنے لگیں جو بشارتیں کہ مہدی معہود علیہ السلام کے ذریعہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے دین کے غلبہ کی ہمیں ملی ہیں۔ آمین۔''

(روزنامہ الفضل مؤرخہ 17 اپریل 1976 ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ ایک واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

'' فضل عمر فاؤنڈیشن کا جب چندہ جمع ہو رہا تھا تو ایک دن ملاقاتیں ہو رہی تھیں۔ مجھے دفتر نے اطلاع دی کہ ایک بہت معمر مخلص احمدی آئے ہیں وہ سیڑھی نہیں چڑھ سکتے اور حقیقت یہ تھی کہ یہاں آنا بھی ایک لحاظ سے انہوں نے اپنی جان پر ظلم ہی کیا تھا۔ چنانچہ وہ کرسی پر بیٹھے ہوئے تھے کھڑے بھی نہیں ہو سکتے تھے۔ میں نے کہا میں نیچے ان کے پاس چلا جاتا ہوں۔ خیر جب میں گیا۔ پتہ نہیں تھا کہ وہ کیوں آئے ہیں۔ مجھے دیکھ کر انہوں نے بڑی مشکل سے کھڑے ہونے کے لئے زور لگایا تو میں نے کہا نہیں آپ بیٹھے رہیں۔ وہ بہت معمر تھے۔ انہوں نے بڑے پیار سے دھوتی کا ایک پلو کھولا اور اس میں سے دو سو اور کچھ رقم نکالی اور کہنے لگے یہ میں فضل عمر فاؤنڈیشن کے لئے لے کر آیا ہوں۔ پیار کا ایک مظاہرہ ہے۔ پس اس قسم کا اخلاص اور پیار اور

اللہ تعالیٰ کے لئے قربانی کا یہ جذبہ ہے کہ جتنی بھی توفیق ہے پیش کر دیتے ہیں۔ اس سے ثواب ملتا ہے رقم سے تو نہیں ملتا۔‘‘

(حیات ناصر صفحہ 516, 515)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ احباب جماعت سے اپنی محبت کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’1974ء میں جماعت احمدیہ نے بڑی تکلیف کے دن گزارے۔ ساری جماعت کا درد مجھے بھی اٹھانا پڑتا ہے۔ جماعت میں سے جس دوست کو بھی تکلیف پہنچتی ہے وہ تو اس کے لئے بڑے دکھ درد کا موجب ہوتی ہی ہے لیکن میں بھی اپنی جگہ بڑی پریشانی میں وقت گزارتا ہوں چنانچہ 1974ء میں بھی بڑی پریشانی رہی۔ بڑی دعائیں کیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس وقت جو جو باتیں بتائی تھیں ان پر ابھی اللہ تعالیٰ تین سال نہیں گزرے تھے کہ وہ باتیں پوری ہوگئیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔‘‘

(مشعل راہ جلد 3 صفحہ 489, 488)

محترمہ صاحبزادی امتہ الحلیم صاحبہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے متعلق تحریر کرتی ہیں:

’’خلافت سے گہری وابستگی اور خلیفۂ وقت سے مخلصانہ پیار کی شدت اور اپنے پورے وجود کو، اپنی زندگی اور اپنے احساسات و جذبات کو خلیفۂ وقت کے لیے وقف کر دینا ان کے احکامات پر خوش دلی سے تابع ہونا۔ یہ ایسے اوصاف تھے جن کو عملاً کر دکھلایا اور آنے والوں کے لیے ایک بے نظیر مثال چھوڑ دی اور اپنی خلافت کے بعد ایسی تربیت کی کہ لوگوں کی خلافت سے وابستگی گہری ہوتی چلی گئی۔ وہ اس کے مفہوم کو صحیح طریق پر سمجھنے لگے اور عمل کرنے لگے۔ اپنے پیار اور شفقت سے ایسے لوگوں کا دل جیتا کہ تمام کے تمام دل حضور پر والہانہ نثار ہونے لگے۔‘‘

(سیدنا ناصر نمبر 1983ء صفحہ 52)

مکرم مولانا سلطان محمود انور صاحب اپنا ایک واقعہ تحریر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

’’آپ (حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ) کے محبت کے سمندر کی یہی تو شان تھی کہ روئے زمین پہ پھیلے ہوئے ایک کروڑ احمدیوں میں سے ہر ایک یہی یقین رکھتا تھا کہ جو شفقت اور پیار مجھے اپنے آقا سے مل رہا ہے۔ اس کی مثال کسی اور میں نہیں پائی جاتی اور نہ ہی دوسرا اس کی لذت کا اندازہ کر سکتا ہے۔‘‘

(سیدنا ناصر نمبر 1983 ءصفحہ 240)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کو احباب جماعت سے کس قدر محبت تھی اس سلسلہ میں مکرم بشیر احمد رفیق صاحب سابق امام مسجد فضل لندن تحریر کرتے ہیں:

’’آپ (حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ) مجسم شفقت تھے۔ اپنے خدام کی معمولی سی تکلیف بھی آپ کو بے چین کر دیا کرتی تھی۔ مئی 1971 ء میں خاکسار کو آپ کے پرائیویٹ سیکرٹری ہونے کا شرف حاصل تھا۔ مئی کی ایک تاریخ ملاقات کے لئے مقرر تھی۔ اس روز صبح سے ہی ملاقاتی دور و نزدیک سے جمع ہونے شروع ہوگئے۔ ملاقات کے لئے ۱۱ بجے کا وقت مقرر تھا۔ دس بجے حضور کو شدید ضعف کا حملہ ہوا۔ مکرم ومحترم ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب فوراً تشریف لائے اور ایک گھنٹہ تک دوائیاں وغیرہ دیتے رہے۔ گیارہ بجے جب ملاقات کا وقت ہوا تو مکرم ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب نے سختی سے ملاقات سے منع کیا اور عرض کیا کہ حضورؒ کو مکمل آرام کرنا چاہئے۔ حضورؒ نے فرمایا کہ ملاقاتی اتنی دور سے تشریف لائے ہیں یہ ناممکن ہے کہ میں ان کو ملاقات کا موقع دیئے بغیر رخصت کر دوں اس لئے میں ملاقات ضرور کروں گا۔ اس پر مکرم ڈاکٹر

صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب نے یہ شرط عائد کر دی کہ حضور صرف مصافحہ فرماویں اور کسی قسم کی کوئی گفتگو نہ فرماویں۔ حضور نے ملاقات شروع کی۔ سب سے مصافحہ کرنے کے بعد لمبی گفتگو فرمائی اور پورے پونے دو گھنٹے احباب میں رونق افروز رہے۔ چہرہ سے ضعف و اضمحلال کے آثار بالکل نمایاں تھے اور صاف دکھائی دیتا تھا کہ طبیعت ناساز ہے لیکن جب تک ملاقاتیوں کو شرفِ ملاقات نہ بخشا اندر تشریف نہ لے گئے۔''

(ماہنامہ خالد سیدنا ناصر نمبر صفحہ 176)

مکرم بشیر احمد رفیق صاحب مزید تحریر کرتے ہیں:

''مسندِ خلافت پر متمکن ہونے کے بعد پہلی مرتبہ آپ (حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ) 1967ء میں کوپن ہیگن (Copenhagen) کی احمدیہ مسجد کے افتتاح کے لئے تشریف لائے۔ میں کوپن ہیگن (Copenhagen) حاضر ہوا۔ خلافت کے بعد پہلی مرتبہ جب میری نظر آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کے منور و تاباں چہرہ پر پڑی تو دل کی عجیب حالت ہوئی۔ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے ازراہِ شفقت گلے لگایا۔ دیر تک ملاقات کا شرف عطا فرمایا۔ چند دن بعد حضور رحمہ اللہ تعالیٰ انگلستان تشریف لائے۔ احباب خوشی سے پھولے نہ سماتے تھے۔ لندن ایئر پورٹ (Air Port) پر استقبال کا انتظام کیا گیا تھا۔ ایک مختصر سا سٹیج (Stage) بنایا گیا تھا جس پر مائیکرو فون کا انتظام تھا۔ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے خدام میں تشریف لائے۔ نعرہ ہائے تکبیر اور دیگر اسلامی نعروں سے لندن ایئر پورٹ کی کوئین (Queens) بلڈنگ گونج اٹھی۔ میں نے عرض کیا کہ حضور! جماعت سے خطاب فرماویں۔ حضور نے فرمایا مجھے تو اپنے خدام سے ملنے کا شوق ہے اس لئے تقریر کی ضرورت نہیں۔ میں سب سے مصافحہ کروں گا۔ چونکہ مصافحہ کا پروگرام نہ تھا اس لئے انتظام کرنے میں مشکل پیش آئی لیکن آپ نے مصافحہ پر اصرار فرمایا۔ چنانچہ سینکڑوں احمدی جو وہاں موجود تھے حضور سے شرف مصافحہ اور بعض شرفِ معانقہ حاصل کر کے شاداں وفرحاں گھروں کو لوٹے۔ حضور کو مسلسل ایک ڈیڑھ گھنٹہ کھڑے رہنا پڑا لیکن آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کا چہرہ احباب کی ملاقات کی خوشی میں دمک رہا تھا۔''

(ماھنامہ خالد سیدنا ناصر نمبر صفحہ 170)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ:

احباب جماعت کس قدر اپنے آقا سے محبت کرتے ہیں اس کا ذکر کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک زندہ معجزہ جو ہر دوسرے اعتراض پر، ہر مخالفت پر غالب آنے والا معجزہ ہے، وہ جماعت احمدیہ کا قیام ہے اور جماعت احمدیہ کی تربیت ہے اور جماعت احمدیہ کے رنگ ڈھنگ ہیں، جماعت احمدیہ کی ادائیں ہیں۔ ایسی ادائیں تو دنیا میں کہیں اور نظر نہیں آسکتیں۔ کوئی مثال نہیں اس جماعت کی۔ ایسا عشق، ایسی محبت ایسی وابستگی کہ دیکھ کر رشک آتا ہے۔ محبت ہونے کے باوجود رشک آتا ہے۔ ڈر لگتا ہے کہ ہم سے زیادہ نہ پیار کر رہے ہوں یہ لوگ۔ یہ کیفیت ایک ایسی کیفیت ہے کہ فی الحقیقت دنیا کے پردہ میں کوئی اس کی مثال چھوڑ اس کے شائبہ کی بھی کوئی مثال نظر نہیں آسکتی۔''

(خطبات طاہر جلد 1 صفحہ 3, 2)

مکرم عطاء المجیب راشد صاحب امام مسجد فضل لندن روایت کرتے ہیں:

''کینیڈا (Canada) کے ایک احمدی دوست ایک غیر مسلم پروفیسر ڈاکٹر Gualter کو حضور رحمہ اللہ تعالیٰ سے

ملانے کے لئے لندن لے کر آئے۔ ملاقات کیلئے جانے سے قبل وہ میرے دفتر میں تشریف لائے۔ احمدی دوست نے ان کا تعارف کروایا اور لندن آنے کا مقصد بیان کیا۔ ابتدائی تعارفی بات چیت کے بعد مجھے خیال آیا کہ یہ پہلی بار حضور رحمہ اللہ تعالیٰ سے ملنے کیلئے آئے ہیں اور انہیں ابھی حضور کے بلند مقام اور منصب کا علم نہیں ہو گا اس لئے ان کو حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کی شخصیت کے بارہ میں کچھ بتا دینا چاہیے۔ چنانچہ میں نے چند باتوں کا ان سے ذکر کیا۔ ہر احمدی کے دل میں خلیفۂ وقت کی محبت ہوتی ہے اور وہ جب بھی ذکر کرتا ہے تو خلیفۂ وقت سے محبت کا یہ پہلو اس کی گفتگو میں نمایاں ہوتا ہے۔ اس عاجز نے بھی اسی انداز میں کچھ باتیں کی ہوں گی جو مجھے پوری طرح یاد بھی نہیں لیکن انہوں نے ان باتوں سے بہت اچھا تأثر لیا۔ اس کے بعد وہ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ سے ملنے کیلئے گئے اور کافی دیر گفتگو کا سلسلہ جاری رہا۔ تفاصیل کا مجھے علم نہیں کہ کن موضوعات پر بات ہوئی لیکن یہ معلوم ہے کہ اس دانش مند پروفیسر نے اس کا کیا عمدہ خلاصہ بیان کیا۔ اس احمدی دوست نے مجھ سے ذکر کیا کہ پروفیسر صاحب جب حضور رحمہ اللہ سے ملاقات کے بعد باہر آئے تو انہوں نے کہا کہ امام صاحب سے مل کر ان کی باتوں سے میں نے یہ تأثر لیا کہ احمدی حضرات اپنے روحانی سربراہ سے بہت محبت کرتے ہیں اور بعد میں جب میں نے احمدیوں کے روحانی رہنما سے گفتگو کی تو اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ احمدی ضرور اپنے روحانی سربراہ سے بھرپور محبت کرتے ہیں لیکن حق یہ ہے کہ ان کا سربراہ احمدیوں سے ان سے بہت بڑھ کر محبت اور پیار کرنے والا ہے۔ کتنا صحیح اور سچا تجزیہ ہے جو اس دانشور نے کیا۔''

(ماہنامہ خالد سیدنا طاہر نمبر 2004 صفحہ 299)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''عجیب حال ہے کہ یہ لوگ یہ ساری باتیں یہ محبت بھرے خط یہ پیاری باتیں یہ عشق کے افسانے لکھتے ہیں اور ساتھ یہ بھی لکھتے ہیں بڑے فکر کے ساتھ کہ ہمارے لئے فکر نہ کیا کرو، ہمارا خیال نہ کیا کرو، یہ ہو کیسے سکتا ہے؟ یہ تو ناممکن ہے۔ کل ہی ایک خط کے جواب میں میں نے اس کو یہ لکھا کہ ایک شعر پڑھا کرتا تھا لیکن یہ نہیں پتہ تھا کہ کبھی مجھ پر یہ اطلاق پائے گا کہ

پیار کرنے کا جو خوباں ہم پہ رکھتے ہیں گناہ

ان سے بھی تو پوچھئے وہ اتنے کیوں پیارے ہوئے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت اتنی پیاری ہے کہ اس سے پیار نہ کرنا کسی کے بس کی بات نہیں ہے۔ بے اختیاری کا عالم ہے، میں تو ایک ہی غم میں گھل رہا ہوں کہ خدا تعالیٰ مجھے یہ توفیق بخشے کہ اس عظیم جماعت کی جو مسیح موعود علیہ السلام کی میرے پاس امانت ہے اس کے حقوق ادا کر سکوں اور اس حال میں جان دوں کہ میرا اللہ مجھے کہہ رہا ہو کہ ہاں تم نے حقوق ادا کر دیئے۔''

(خطبات طاہر جلد 3 صفحہ 373, 374)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کے سالانہ اجتماع کے اختتامی خطاب میں احباب جماعت سے محبت کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''راضی ہیں ہم اسی میں جس میں تری رضا ہو

پس یہ پہلو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنی فکر کریں احتیاط سے چلیں خیر و عافیت سے پہنچیں اور مجھے کوئی دکھ دینے والی خبر نہ بعد میں آئے کیونکہ آپ کو اس بات کا علم نہیں کہ آپ میں سے جو بھی تکلیف اٹھاتا ہے اس کی مجھے

کتنی تکلیف پہنچتی ہے۔
یہی خلافت کا حقیقی مضمون ہے ایک خلیفہ کے دل میں ساری جماعت کے دل دھڑک رہے ہوتے ہیں اور ساری جماعت کی تکلیفیں اس کے دل کو تکلیف پہنچا رہی ہوتی ہیں اور اسی طرح سب جماعت کی خوشیاں بھی اس کے دل میں اکٹھی ہوجاتی ہیں۔
پس اللہ کرے ہمیشہ آپ کی خوشیاں پہنچتی رہیں اور آپ کی تکلیف مجھے نصیب نہ ہو کیونکہ آپ کی تکلیف میری تکلیف ہے۔ اس آخری نصیحت کے بعد اب میں آپ کو اپنے ساتھ دعا میں شامل ہونے کی تحریک کرتا ہوں۔''

(مشعل راہ جلد 3 صفحہ 687)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ ایک خطبہ جمعہ میں احباب جماعت کے خلوص و وفا کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''ایک ہمارے بہت ہی دلچسپ اور پیار کرنے والے دوست ہیں ان کا خط آیا ہے کہ مجھے تو یہ فکر ہے ہی نہیں نہ ہوئی تھی کبھی کہ انگلستان کے لوگ خیال نہیں رکھیں گے اور اپنی ذمہ داریوں کو ادا نہیں کریں گے مجھے تو ایک فکر کھا رہا ہے اور پنجابی میں انہوں نے اس فکر کا اظہار کیا کہ کہیں آپ کو'' مَل ہی نہ لیں'' ...... یہ بہت ہی پیارا اظہار انہوں نے کیا کہ مجھے تو فکر یہ ہے کہ آپ کو کہیں انگلستان کی جماعت مَل ہی نہ لے۔ تو میں ان کو بھی بتاتا ہوں کہ تمام اہل پاکستان کو بھی بتاتا ہوں اور خاص طور پر ربوہ کے درویشوں کو کہ ''میں تو 'مَلّا' جا چکا ہوں۔ میری زندگی میرا اٹھنا بیٹھنا میرا جینا اور میرا مرنا آپ کے ساتھ ہے۔ یہ ناممکن ہے کہ میں خدا کی راہ کے درویشوں کی محبت کو کبھی بھلا سکوں کوئی دنیا کی طاقت اس محبت کو میرے دل سے نوچ کر باہر نہیں پھینک سکتی۔ کوئی دنیا کی کشش، کوئی دنیا کی نعمت میری نگاہوں کو آپ کی طرف سے ہٹا کر اپنی طرف منتقل نہیں کر سکتی۔ لاکھوں خدا کے پیارے ہیں جو مجھے بھی بہت پیارے ہیں، لاکھوں پیارے ہیں جو آپ کی طرح اپنے امام سے اور مجھ سے محبت کرتے ہیں صرف اس لئے کہ خدا کی طرف سے میں اس مقام پر فائز کیا گیا ہوں لیکن وہ سب محبتیں اپنی جگہ مگر اے ربوہ کے پاک درویشو! اے خدا کے در کے فقیرو! جو خدا کی خاطر دُکھ دیئے جارہے ہو تمہاری محبت کا ایک الگ مقام ہے، اس کی ایک عجیب شان ہے، اس کا کوئی دنیا میں مقابلہ نہیں کر سکتا۔ ایک شعر میرے ذہن میں آیا ہے اس سے شاید میرا مافی الضمیر ادا ہو جائے۔ ایک شاعر نے خوب کہا ہے کہ

ہم جس پہ مر رہے ہیں وہ ہے بات ہی کچھ اور
تم سے جہاں میں لاکھ سہی تم مگر کہاں

(خطبات طاہر جلد 3 صفحہ 531, 532)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:
''جماعت احمدیہ پر جب بھی مصیبت آئی ہے جتنی بڑی مصیبت آئی ہے اتنا ہی زیادہ جماعت نے ہمیشہ اخلاص اور وفا کا نمونہ دکھایا ہے۔ حیرت انگیز جماعت ہے اس کی کوئی نظیر دنیا میں نہیں ہے۔ کوئی دنیا کی جماعت ایسی نہیں ہے جس پر ایسے خطرناک ابتلا آئیں اور وہ اپنی وفا اور ایثار اور قربانی میں پہلے سے بھی زیادہ بڑھ جائے۔ پس پاکستان میں بھی جماعت کا یہی حال ہے اور حیرت انگیز اخلاص کے اندر اضافے ہو رہے ہیں۔ جو خطوط آتے ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ وہ لوگ جو بعض دفعہ مسجد کی زیارت سے بھی محروم رہتے تھے وہ

تہجدوں میں اٹھ کر گریہ و زاری کرتے ہیں اور اس کثرت سے دعاؤں کے خط آتے ہیں کہ دعا کریں ہمارے لئے اللہ ہمیں شہادت نصیب کرے اور ہر طرف سے، گزشتہ کچھ عرصہ سے خاندان مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کے بچوں کی طرف سے بھی بڑے دردناک خط آ رہے ہیں کہ یہ دعا کریں اور ہمیں وعدہ دیں اپنا کہ جب آپ نے جان کی قربانی کا مطالبہ کیا تو پہلے ہمیں موقع دیں گے دوسروں کو بعد میں دیں گے کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاندان کا یہ بھی حق ہے کہ وہ قربانی کے ہر میدان میں آگے آئے۔ چنانچہ ذہنی طور پر میں تیار ہوں اور میں نے بعض عہد کر لئے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ ان نوجوان بچوں کا اخلاص ضائع نہیں جائے گا لیکن ساری جماعت کا یہ حال ہے پاکستان کی ، بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم تو حیران ہیں کہ ایسا معجزہ ہم نے کبھی زندگی میں سوچا بھی نہیں تھا کہ یہ ظاہر ہو گا۔ وہ لوگ نہایت بیچارے جن کو ہم ردّی سمجھتے تھے اس قدر جوش اور محبت اور اخلاص کے ساتھ جان دینے کے لئے تڑپ رہے ہیں کہ صرف ایک اشارے کی ضرورت ہے۔ تو یہ جماعت کوئی مٹنے والی جماعت تو نہیں ہے۔کون دنیا کی طاقت ہے جو ایسی جماعت کو مٹا سکے جو ہر ظلم کے وقت زیادہ روشن ہوتی چلی جائے، ہر اندھیرے پر اس کو نیا نور خدا کی طرف سے عطا ہو۔ چنانچہ باہر کی جماعتوں میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہی اخلاص، یہی جذبہ ہے۔“

(خطبات طاہر جلد 3 صفحہ 287, 288)

مکرم چودھری حمید اللہ صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید بیان کرتے ہیں:

” 28 اپریل 1984ء کو (اگلے دن حضورؒ نے ہجرت فرمائی تھی) مسجد مبارک ربوہ میں ایک نماز کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے احباب جماعت کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

”السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ میں نے آپ کو یہاں اس لئے نہیں بٹھایا کہ میں نے کوئی تقریر کرنی ہے۔ میں نے آپ کو دیکھنے کے لئے بٹھایا ہے۔ میری آنکھیں آپ کو دیکھنے سے ٹھنڈک محسوس کرتی ہیں۔ میرے دل کو تسکین ملتی ہے۔ مجھے آپ سے پیار ہے، عشق ہے۔ خدا کی قسم کسی ماں کو بھی اس قدر پیار نہیں ہو سکتا۔“

(ماہنامہ خالد سیدنا طاہر نمبر 2004)

محترم ڈاکٹر مسعود الحسن نوری صاحب بیان کرتے ہیں:

”جس روز حضور رحمہ اللہ تعالیٰ ہسپتال سے گھر تشریف لائے اسی رات میں نے واپس پاکستان آنا تھا تو میں اجازت لینے کے لئے حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضورؒ نے فرمایا ذرا بیٹھو میں نماز ادا کر لوں تو میں نے کمرہ کے باہر بیٹھ کر انتظار کیا۔ حضورؒ نے دس پندرہ منٹ میں نماز پڑھی اس کے بعد جب میں حضورؒ کے کمرہ میں داخل ہوا تو میں نے دیکھا کہ حضور رحمہ اللہ کا چہرہ سرخ تھا آنکھیں سوجی ہوئی تھیں اور آنکھوں میں وہ نمی تھی جس کو حضورؒ لوگوں سے چھپایا کرتے تھے اور حضورؒ کے چہرے پر جذبہ تشکر غالب تھا۔ اس بات کا اندازہ شاید حضور کو خود تھا یا پھر دیکھنے والا بتا سکتا تھا اور میں اس بات کا اندازہ اس لئے بھی خاص طور پر کر سکتا تھا کہ ان بیماری کے دنوں میں کئی کئی گھنٹے حضورؒ کے پاس خادم کے طور پر بیٹھا رہا اور اس بات کا کئی مرتبہ مشاہدہ کیا۔ کیونکہ اس آپریشن کے وقت کی اور بعد کی تمام کیفیات میں حضورؒ پر خدا کے شکر کا جذبہ غالب تھااور دوسرا اس جماعت کیلئے شکر کا احساس بھی تھا جو دن رات تڑپ تڑپ کر اپنے پیارے آقا کیلئے دعائیں کر رہی تھی اور صدقات دے رہی تھی۔

اس بات کا اتنا اثر حضور رحمہ اللہ تعالیٰ پر ہوتا تھا کہ کئی مرتبہ کئی منٹ اور اور کئی کئی گھنٹے خاموش ہوتے اور آنکھوں سے آنسو رواں ہوتے کیونکہ آپ کی طبیعت میں یہ بات داخل تھی کہ جماعت کے لوگ ان کے لئے

جو دعائیں کر رہے ہیں، جو صدقات دے رہے ہیں، تو اس کو وہ احسان سمجھتے تھے اور کسی معمولی سی بات پر بھی حضورؒ بہت جلد احسان مند ہو جایا کرتے تھے۔ ایک طرف تو جماعت کے کروڑوں لوگ جو حضورؒ کے لئے مسلسل دعائیں کر رہے تھے اور دوسری طرف یہ عالم تھا کہ ان چاہنے والوں کی دعاؤں کے نتیجہ میں ان کے پیارے امام اپنے دل میں یہ احساس لئے بیٹھے تھے کہ میرے چاہنے والوں کو میری وجہ سے کتنا دکھ پہنچ رہا ہے اور یہ احساس کہ دعا کرنے والا ایک نہیں۔ دو نہیں لاکھوں نہیں کروڑوں ہیں تو حضورؒ اس کا اپنے دل پر اور دماغ پر بہت زیادہ بوجھ لیتے تھے اور مجھے یہ گھبراہٹ ہوتی تھی کہ میڈیکل سائنس کے حوالہ سے اگر سوچا جائے کہ ایک انسان اپنے دماغ اور دل پر اس بیماری کی حالت میں اتنا بوجھ ڈالے تو اگر خدا کا فضل نہ ہو اور وہ نہ بچائے تو انسان کا دماغ، دل یا اعضاء shatter ہو جائیں۔

(ماہنامہ خالد سیدنا طاہر نمبر 204 ، 344,343)

مکرم عبدالماجد طاہر صاحب ایڈیشنل وکیل التبشیر بیان کرتے ہیں:

''جب لائبیریا (Liberia) کے حالات خراب ہوئے اور وہاں باغیوں نے بعض علاقوں پر بھرپور حملہ کر کے ان پر قبضہ کر لیا تو اس وقت ہمارے مشنری مکرم شیخ محمد یونس صاحب جس علاقہ میں تھے وہ بھی باغیوں کے قبضہ میں آ گیا اور وہاں بہت قتل و غارت ہوئی۔ رابطے بالکل کٹ گئے۔ انتہائی پریشان کن صورتحال تھی۔ حضور رحمہ اللہ بہت فکر مند تھے اور بار بار دریافت فرماتے تھے کہ کوئی اطلاع آئی ہے۔ خاکسار عرض کرتا کہ حضور (رحمہ اللہ)! کسی قسم کا کوئی رابطہ نہیں ہو رہا اور کچھ پتہ نہیں چل رہا۔ حضور انورؒ نے اسی وقت صدقہ کیلئے رقم نکال کر دی اور فرمایا: ہارون جالو (Haroon Jalow) صاحب کیلئے بھی صدقہ نکالا تھا اور وہ مل گئے تھے۔ اب اللہ کے فضل سے یہ بھی انشاء اللہ مل جائیں گے۔ چنانچہ قریباً دو ہفتہ بعد سیرالیون (Sierra Leone) سے اطلاع ملی کہ مکرم شیخ یونس صاحب انتہائی کسمپرسی کی حالت میں لائبیریا کا بارڈر پار کر کے سیرالیون پہنچ گئے ہیں اور خیریت سے ہیں۔ جب حضور انور رحمہ اللہ کی خدمت میں یہ اطلاع پہنچائی گئی تو آپ کا چہرہ مبارک خوشی سے تمتما اٹھا اور فرمایا: الحمدللہ، ماشاء اللہ مبارک ہو۔''

(ماہنامہ خالد سیدنا طاہر نمبر 2004ء صفحہ 99)

مکرم عبدالماجد طاہر صاحب ایڈیشنل وکیل التبشیر تحریر کرتے ہیں:

''1993 ء میں حضورؒ اپنے دورۂ ماریشس (Mauritius) کے دوران ایک دن کیلئے جزیرہ روڈرِگ (Rodrigues) تشریف لے گئے۔ یہ علیحدہ جزیرہ ماریشس کا ہی حصہ ہے اور ماریشس کے نیشنل ائر پورٹ سے اس جزیرہ تک پون گھنٹہ کی فلائٹ ہے۔ جماعت ماریشس نے جہاز کا بڑا حصہ ریزرو کروالیا تھا جس میں سب اپنے ہی ممبران تھے۔ 35,30 کے قریب خدام و انصار اس سفر میں ساتھ تھے۔ حضورؒ کے ساتھ والی سیٹ خالی تھی۔ دوران سفر ماریشس جماعت کے یہ ساتھ سفر کرنیوالے احباب باری باری حضورؒ کے ساتھ بیٹھتے ۔ ویڈیو تیار ہوتی اور تصاویر کھینچی جاتیں اور حضورؒ سے باتیں کرتے۔ اس پون گھنٹہ کی فلائٹ میں ہر ایک نے حضورؒ سے باتیں کرتے۔ اس پون گھنٹہ کی فلائٹ میں ہر ایک نے حضورؒ کے ساتھ بیٹھ کر ویڈیو بنوائی اور تصاویر اتروائیں اور برکتیں حاصل کیں۔

اس روز حضورؒ بے حد خوش تھے۔ حضور انورؒ کا چہرہ خوشی سے تمتما رہا تھا۔ جب روڈرِگ پہنچے تو احباب جماعت کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور فیملیز (Families) سے ملاقات شروع کرنے سے قبل فرمایا: آئیں اب دور کے جزیرہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت سے ملاقات کریں۔''

(ماہنامہ خالد سیدنا طاہر نمبر 2004 صفحہ 93)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک دفعہ اردو کلاس کے بچوں کو ہالینڈ (Holland) کی سیر کروائی اس موقع پر حضور رحمہ اللہ بچوں کے ساتھ کس قدر محبت کا سلوک فرماتے اس سلسلہ میں مکرم بشیر احمد صاحب تحریر کرتے ہیں:

''حضور انورؒ سب کے ساتھ پیار اور شفقت کا ایسا سلوک فرماتے کہ سب بچے ایسا محسوس کرتے کہ ہم اپنے والدین کے ساتھ ہی رہ رہے ہیں اور حضور انورؒ سب کا حال اور خیر و عافیت پوچھتے۔ اگر کوئی بیمار ہوتا تو اسے ہومیو پیتھی کی دوائی بھی دیتے اور پھر بار بار اس کی طبیعت کا پوچھتے۔ حضورؒ سب بچوں کو اس پیار کے انداز سے ملتے اور ان پر نظر شفقت کرتے کہ شاید ان کے والدین بھی اتنا نہ کرتے ہوں۔''

(ماہنامہ خالد سیدنا طاہر نمبر 2004 صفحہ 250)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز:

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز احباب جماعت کے محبت و اخلاص کے اظہار کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

''نہایت پیار سے میں عرض کر دیتا ہوں کہ مجھے بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس پیاری جماعت سے بہت پیار ہے اور سختی یا نرمی کے مواقع اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی طرح جانتا ہوں اور انشاء اللہ تعالیٰ اس کی دی ہوئی توفیق سے فیصلے کرنے کی کوشش کروں گا۔ اللہ تعالیٰ اپنی رضا کے مطابق کام کرنے کی مجھے توفیق دے۔ لیکن پھر یہ بڑے پیار سے عرض کر دوں کہ جو جماعت کے بہتر سمجھوں گا ضرور کہوں گا اور یہ کسی کو کہنے کی ضرورت نہیں کہ اس کی ضرورت تھی یا نہیں تھی۔ جب کہہ دیا ہے تو جماعت کے مفاد میں ہو گا۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہے گا، علیم ہے، قدرتوں کا مالک ہے، وہ آپ ہی میرے دل سے خیال نکال دے گا۔ مجھے اس بارہ میں کسی کے اس تبصرہ کی ضرورت نہیں کہ کیوں کہا۔ ہاں حالات سے باخبر رکھیں تاکہ تربیتی نقطۂ نظر سے جہاں کہیں کچھ کہنے کی ضرورت ہو کہہ سکوں۔ لیکن آخر میں پھر ایک وضاحت کردوں کہ اس بات کو ختم کریں، مزید خطوط میں ان کا ذکر نہ کریں۔ ہاں اپنے اخلاص، وفا اور پیار کا اظہار کریں۔ اللہ تعالیٰ کی حمد کے گیت گائیں اور اسی کی حمد کرتے ہوئے، دعا کرتے ہوئے اس قافلے کو آگے بڑھاتے چلے جائیں۔''

(خطبات مسرور جلد نمبر 2003ء صفحہ 22, 23)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''اب افریقہ (Africa) کے دورے میں گزشتہ سال کی طرح اس دفعہ بھی مختلف ملکوں میں جاکر میں نے احمدیوں کے اخلاص و وفا کے جو نظارے دیکھے ہیں ان کی ایک تفصیل ہے۔ بعض محسوس کئے جا سکتے ہیں، بیان نہیں کئے جا سکتے۔ تنزانیہ (Tanzania) کے ایک دور دراز علاقے میں جہاں سڑکیں اتنی خراب ہیں کہ ایک شہر سے دوسرے شہر تک پہنچنے میں چھ سات سو کلومیٹر کا سفر بعض دفعہ آٹھ دس دن میں طے ہوتا ہے۔ ہم اس علاقہ کے ایک نسبتاً بڑے قصبے میں جہاں چھوٹا سا ائر پورٹ ہے، چھوٹے جہاز کے ذریعے سے گئے تھے تو وہاں لوگ اردگرد سے بھی ملنے کے لئے آئے ہوئے تھے۔ ان میں جوش قابل دید تھا۔ بہت جگہوں پر وہاں ایم ٹی اے کی سہولت بھی نہیں ہے اس لئے یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ ایم ٹی اے دیکھ کر اور تصویریں دیکھ کر یہ تعلق پیدا ہو گیا تھا۔ یہ جوش بتاتا تھا کہ خلافت سے ان نیک عمل کرنے والوں کو ایک خاص پیار اور تعلق ہے۔ جن سے مصافحے ہوئے ان کے جذبات کو بیان کرنا بھی میرے لئے مشکل ہے۔ ایک مثال دیتا ہوں۔ مصافحہ کے لئے لوگ لائن میں تھے ایک شخص نے ہاتھ بڑھایا اور ساتھ ہی جذبات سے مغلوب ہو کر رونا شروع کر دیا۔ کیا یہ

تعلق، یہ محبت کا اظہار، ملوک یا بادشاہوں کے ساتھ ہوتا ہے یا خدا کی طرف سے دلوں میں پیدا کیا جاتا ہے۔ ایک صاحب پرانے احمدی جو فالج کی وجہ سے بہت بیمار تھے، ضد کر کے 40-50 کلومیٹر یا میل کا فاصلہ طے کر کے مجھ سے ملنے کے لئے آئے ۔ اور فالج سے ان کے ہاتھ مڑ گئے تھے، ان مڑے ہوئے ہاتھوں سے اس مضبوطی سے انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا کہ مجھے لگا کہ جس طرح شکنجے میں ہاتھ آ گیا ہے۔ کیا اتنا تردّد کوئی دنیا داری کے لئے کرتا ہے۔ غرض کہ جذبات کی مختلف کیفیات تھیں۔ یہی حال کینیا (Kenya) کے دور دراز کے علاقوں کے احمدیوں میں تھا اور یہی جذبات یوگنڈا (Uganda) کے دور دراز علاقوں میں رہنے والے احمدیوں کے تھے۔ جو رپورٹس شائع ہوں گی ان کو پڑھ لیں خود ہی پتہ چل جائے گا کہ خلافت کے لئے لوگوں میں کس قدر اخلاص ہے ۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ یہی نیک عمل اور اخلاص جماعت احمدیہ میں ہمیشہ استحکام اور قیام خلافت کا باعث بنتا چلا جائے گا۔"

(الفضل انٹرنیشنل مؤرخہ 10 تا 17 جون 2005ء)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز افریقہ کے حالات بیان کرتے ہوئے مزید فرماتے ہیں:

"یوگنڈا (Uganda) میں ہی جب ہم اترے ہیں اور گاڑی باہر نکلی تو ایک عورت اپنے بچے کو اٹھائے ہوئے، دو اڑھائی سال کا بچہ تھا، ساتھ ساتھ دوڑتی چلی جا رہی تھی۔ اس کی اپنی نظر میں بھی پہچان تھی، خلافت اور جماعت سے ایک تعلق نظر آ رہا تھا، وفا کا تعلق ظاہر ہو رہا تھا۔ اور بچے کی میری طرف توجہ نہیں تھی تھوڑی تھوڑی دیر بعد اس کا منہ اس طرف پھیرتی تھی کہ دیکھو اور کافی دور تک دوڑتی گئی۔ اتنا رش تھا کہ اس کو دھکے بھی لگتے رہے لیکن اس نے پروا نہیں کی۔ آخر جب بچے کی نظر پڑ گئی تو بچہ دیکھ کر مسکرایا۔ ہاتھ ہلایا۔ تب ماں کو چین آیا۔ تو بچے کے چہرے کی جو رونق اور مسکراہٹ تھی وہ بھی اس طرح تھی جیسے برسوں سے پہچانتا ہو۔ تو جب تک ایسی مائیں پیدا ہوتی رہیں گی جن کی گود میں خلافت سے محبت کرنے والے بچے پروان چڑھیں گے اس وقت تک خلافت احمدیہ کو کوئی خطرہ نہیں۔"

(الفضل انٹرنیشنل مؤرخہ 10 تا 17 جون 2005ء)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت مضبوط ہے اور ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح ہے۔ افریقہ میں بھی میں دورہ پر گیا ہوں ایسے لوگ جنہوں نے کبھی دیکھا نہیں تھا اس طرح ٹوٹ کر انہوں نے محبت کا اظہار کیا ہے جس طرح برسوں کے بچھڑے ملے ہوتے ہیں یہ سب کیا ہے؟ جس طرح ان کے چہروں پر خوشی کا اظہار میں نے دیکھا ہے، یہ سب کیا ہے؟ جس طرح سفر کی صعوبتیں اور تکلیفیں برداشت کر کے وہ لوگ آئے، یہ سب کچھ کیا ہے؟ کیا دنیا دکھاوے کے لیے یہ سب خلافت سے محبت ہے جو ان دور دراز علاقوں میں رہنے والے لوگوں میں بھی اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہے۔ تو جس چیز کو اللہ تعالیٰ پیدا کر رہا ہے وہ انسانی کوششوں سے کہاں نکل سکتی ہے۔ جتنا مرضی کوئی چاہے، زور لگا لے۔ عورتوں، بچوں، بوڑھوں کو باقاعدہ میں نے آنسوؤں سے روتے دیکھا ہے۔ تو یہ سب محبت ہی ہے جو خلافت کی ان کے دلوں میں قائم ہے۔ بچے اس طرح بعض دفعہ دائیں بائیں سے نکل کے سیکیورٹی کو توڑتے ہوئے آ کے چمٹ جاتے تھے۔ وہ محبت تو اللہ تعالیٰ نے بچوں کے دل میں پیدا کی ہے، کسی کے کہنے پہ تو نہیں آسکتے۔ اور پھر ان کے ماں باپ اور دوسرے اردگرد لوگ جو اکٹھے ہوتے تھے ان کی محبت بھی دیکھنے والی ہوتی تھی۔ پھر اس بچے کو اس لیے وہ پیار کرتے تھے کہ تم خلیفۂ وقت سے چمٹ کے اور اس سے پیار لے کر آئے ہو۔"

(مشعل راہ جلد 5 حصہ دوم صفحہ 20)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز احباب جماعت کے محبت و اخلاص کے اظہار کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس پیاری جماعت نے جس خوشی اور اللہ تعالیٰ کی حمد کا اظہار کیا ہے وہ اس جماعت کا ہی خاصہ ہے۔ آج پوری دنیا میں سوائے اس جماعت کے اور کہیں یہ اظہار نہیں مل سکتا۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی سچائی کا اس دور میں یہی نشان کافی ہے لیکن ''گر دل میں ہوخوفِ کردگار''۔ اللہ تعالیٰ مومنوں کی جماعت کو جب اگلے جہان میں جنت کی بشارت دیتا ہے تو اس کے نظارے صرف بعد میں ہی کروانے کے وعدے نہیں کرتا بلکہ اس دنیا میں بھی اخلاص، وفا اور پیار کے نمونے دکھا کر آئندہ جنتوں کے وعدوں کو مزید تقویت دیتا ہے۔ اس کے نظارے روزانہ ڈاک میں آج کل میں دیکھ رہا ہوں۔ دل اللہ تعالیٰ کی حمد سے بھر جاتا ہے کہ کس طرح ایک شخص جو سینکڑوں ہزاروں میل دور ہے صرف اور صرف خدا کی خاطر خلیفۂ وقت سے اظہار محبت و پیار کر رہا ہے اور یہی صورت ادھر بھی قائم ہو جاتی ہے۔ ایک بجلی کی رو کی طرح فوری طور پر وہی جذبات جسم میں سرایت کر جاتے ہیں۔ الحمدللہ،الحمدللہ۔''

(خطبات مسرور جلد 1, 2003 ءصفحہ 17)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

'' اسی طرح فرانس (France) کا جلسہ بھی اپنے لحاظ سے الحمد للہ بہت کامیاب تھا۔ یہاں کے کارکنان بھی شکریہ کے مستحق ہیں اور یہاں کے جلسے کی جو سب سے بڑی خوبی تھی وہ یہ ہے کہ یہاں کافی بڑی تعداد ایسی ہے۔ جو غیر پاکستانی احمدیوں کی ہے جن میں افریقہ ، الجیریا، مراکو، فلپائن وغیرہ کے لوگ شامل ہیں اور سب نے اسی جوش و جذبہ سے ڈیوٹیاں ادا کی ہیں اور بڑی خوش اسلوبی سے ادا کی ہیں اور اس طرح ادا کر رہے تھے جس طرح بڑے پرانے اور ایک عرصہ سے تربیت یافتہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کے ایمان و اخلاص میں برکت عطاء فرمائے۔ ان لوگوں کی بھی خلافت اور جماعت سے محبت ناقابل بیان ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو بڑھاتا رہے اور اثبات قدم عطا فرمائے۔''

(خطبات مسرور جلد 1 صفحہ 322)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جماعت کے اخلاص و فا کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''انڈونیشینز (Indonesians) کا میں ذکر کر رہا تھا۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے ان کے سینوں کو ایمانی حکمتوں سے بھر رہا ہے اللہ تعالیٰ۔ اور ہر جگہ یہی نظارے دیکھنے میں آئے ہیں خطبہ کے بعد جس میں خطبہ کا ذکر کر رہا تھا سنگا پور کے، آپس میں ایک دوسرے کے گلے لگ کر روتے تھے یہ لوگ، اور اس بات پر قائم تھے کہ اللہ تعالیٰ ان کی حالت بدلے گا اور وہ مزید تائیدات کے نظارے دیکھیں گے۔ انشاء اللہ سنگا پور میں ملائیشیا اورانڈونیشیا کے علاوہ جن کی بڑی تعداد وہاں آئی ہوئی تھی بعض دوسرے ملکوں کے بھی چند لوگ آئے تھے، فلپائن، کمبوڈیا، پاپوا نیوگنی، تھائی لینڈ اور ا للہ تعالیٰ کے فضل سے سب اخلاص و وفا کے نمونے دکھانے والے تھے۔ بعض چند سال پہلے کے احمدی تھے، مرد بھی اور خواتین بھی۔ لیکن خلافت سے تعلق اور وفا کے جو اظہار تھے وہ دیکھ کر حیرت ہوتی تھی۔ وہاں آنے کا بھی کافی خرچ ان کو کرنا پڑا، کافی دور کے بھی علاقے ہیں، کرایہ خرچ کرکے آئے تھے، ٹکٹ وغیرہ کافی مہنگا ہے۔ ان کو دیکھ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان الفاظ کی سچائی ثابت ہوتی ہے کہ وہ خدا کے گروہ ہیں جن کو خدا آپ سنبھال رہا ہے۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ مؤرخہ 19 مئی 2006 ء بیت الفتوح لندن)